آزاد و الگ ہوئیں ان میں اکثریت مسلمان تھیں۔ سوویت روس سے چھٹکارا پانے کے بعد انہوں نے اپنے غصب شدہ مذہب اسلام کو بازیاب کیا تو یورپی دنیا نے ان کو ایسا الجھادیا کہ وہ اپنے مذہب اسلام کو بھول کر اپنی بقاو سلامتی ہی کی طرف زیادہ متوجہ ہو گئیں۔ بوسنیا میں مسلمانوں پر حملے ہوتے ہیں تو بجائے اس کی مذمت کے اسے اسلامی جنون پرستی کی دین کہہ کر اس پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے، چیچنیا میں لڑائی تھوپ کر مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جاتا ہے۔ ترکی میں دو فرقے بنا کر تمام دنیا میں یہ باور کرانے کی مہم شروع ہو جاتی ہے کہ ترکی میں اسلام کی آڑ میں دہشت پسندی نے زور کر رکھا ہے اس طرح الجیریا میں خواہ مخواہ کا قضیہ کھڑا کر کے اسلام کو ماڈرن انسان کے ذہن میں ایک جارحیت پسند مذہب کی صورت میں پیش کرنے کی زبردست سازش چل رہی ہے۔ تمام پبلسٹی کے ذرائع ان کے ہاتھ میں ہیں اور اس دور میں الیکٹرانک میڈیا پر بھی عیسائی دنیا کی اجارہ داری ہے۔ ایسی پوزیشن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یورپی طاقتوں نے ان تمام ملکوں میں جہاں اسلام کو ماننے والوں کی اکثریت و حکومت ہے، حسن و مال، دولت و سائنسی ایجادات، ہتھیاروں اور فوجی طاقت کے بل بوتے پر اپنی خفیہ سازشوں و کارروائیوں کو جاری کیے رکھا ہے۔ عراق و ایران جنگ جو ۹ سال تک مسلسل چلتی رہی اور پھر عراق کے خلاف اقوام متحدہ کے حکم کے تحت اتحادی ملکوں کی طرف سے زبردست فوجی و اقتصادی بائیکاٹ جیسی کارروائیاں بھی دراصل عیسائیت کا پوری دنیا پر تسلط قائم کر کے تمام مذاہب کو تہس نہس کر دینے کے پوشیدہ پلان کا ہی ایک حصہ ہے۔ یہاں ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسلام کے شیدائی یورپی دنیا کے اس شاطرانہ کھیل سے چشم پوشی اختیار کر کے دنیا کی وقتی چمک دمک اور عیش و آرام میں کھوئے ہوئے ہیں جو مستقبل میں خود ان کے لیے اور ان کی نسلوں کے لیے باعث ہلاکت ہی ثابت ہوگی۔ مارگریٹ تھیچر کی کتاب کو اسی نقطۂ نظر سے بار بار پڑھنے کے بعد کوئی آنکھیں بند کیے بیٹھے رہے تو اس کی تباہی و بربادی کو کون روک سکتا ہے۔

ہندوستان کی بارہویں پارلیمنٹ کے الیکشن ہو رہے ہیں۔ اس میں کانگریس کے پروپیگنڈہ کے لیے شریمتی سونیا گاندھی بالآخر میدان میں کود ہی پڑیں۔ اور جیسے ہی انہوں نے انتخابی جلسوں کو خطاب کرنا شروع کیا عوام کا جم غفیر ان کے خطاب کو سننے کے لیے ٹوٹ ہی پڑا۔ ان کا سب سے پہلا خطاب جس انتخابی جلسہ میں ہوا وہ وہی جگہ تھی جہاں چھ سال پہلے ان کے شوہر راجیو گاندھی بم حادثہ میں ہلاک ہو گئے تھے۔ اخباری رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ شریمتی سونیا گاندھی کے خطاب کو سننے کے لیے اس قدر بھیڑ اکٹھی تھی کہ اس سے پہلے ایسی بھیڑ کسی کو بھی سننے کے لیے کبھی نہیں اکٹھی ہو سکی۔ اس کے بعد ہندوستان کے مختلف شہروں میں شریمتی سونیا گاندھی کی انتخابی تقریریں ہو رہی ہیں اور اس میں عوام کی اس قدر کثیر تعداد موجود ہوتی ہے کہ بڑے بڑے دانشور حیرت و استعجاب میں پڑ گئے ہیں۔ الیکشن کے ماہرین جو بارہویں پارلیمنٹ کے لیے الیکشن

میں کانگریس کو پچاس سیٹیں ہی ملنے کا اندازہ لگا رہے تھے اب انہوں نے اپنی یہ رائے اور اندازہ بدل دیا ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی سونیا گاندھی کے منظر عام پر آنے سے سب سے زیادہ بوکھلا گئی ہے اور اس نے سونیا کے بارے میں اوٹ پٹانگ باتیں کہنا شروع کر دی ہیں۔ کبھی بوفورس کا معاملہ کھڑا کر دیا جاتا ہے تو کبھی سونیا گاندھی کے غیر ملکی ہونے کی بات کہہ کر ہندوستانی عوام کو گمراہ کیا جاتا ہے اور مسٹر جارج فرنانڈیز جو بھارتیہ جنتا پارٹی کے حلیف ہیں، نے تو آئندہ پارلیمنٹ میں اس طرح کا بل پاس کرانے پر زور دیا ہے کہ جو ہندوستان میں پیدا ہی نہیں ہوا اس کے ہندوستان کے وزیر اعظم بننے پر پابندی لگا دی جائے۔ اور انہوں نے اس کے لیے امریکہ کے قانون کی مثال دے کر اپنی دلیل کو پختہ کرنے کی کوشش کی ہے اگر ہم مسٹر جارج فرنانڈیز سے الٹا یہ ہی سوال کریں کہ ہندوستان میں غیر ملکی قانون کو نظیر بنا کر کوئی قانون بنانا، ہندوستان میں غیر ملکی قانون رائج کرنا کون سا صحیح قدم ہے؟ اور کیا جارج فرنانڈیز پر غیر ملکیت کا بھوت نہیں سوار ہے؟ (ان سطور کی تحریر کے وقت سونیا گاندھی نے الیکشن میں کھڑے ہونے سے قطعاً انکار کر دیا ہے)

اس الیکشن میں کانگریس کی طرف سے کچھ باتیں ایسی سرزد ہوئی ہیں جو مضحکہ خیز ہی ہیں اور جسے ہم کانگریس میں دانشمندی کا فقدان ہی کہنا زیادہ پسند کریں گے۔ بابری مسجد کا انہدام ہندوستان کی تاریخ میں ایک ایسا بد نما داغ ہے جو شاید ہی کبھی دُھل سکے۔ ۱۹۹۲ء میں بابری مسجد پوری دنیا کے سامنے ڈھادی گئی اور ہندوستان کی فوج، پولیس، حکومت سب تماشائی بنے رہے اور عین الیکشن مہم کے دوران میں اپنے مینی فیسٹو میں اس پر معافی مانگی جا رہی ہے۔ یہ کس قدر دھوکہ، فریب، عیاری اور مکاری اور سب سے بڑھ کر چالاکی کی بات ہے۔ کانگریس شاید ہندوستانی مسلمانوں کو اس قدر بے وقوف سمجھ رہی ہے کہ وہ اس معافی نامہ کو قبول کر کے اسے معاف کر دیں گے۔ بڑے سے بڑا خالی الذہن انسان بھی اس موقع پر یہ سوال کیے بغیر نہیں رہے گا کہ اتنے دنوں بعد معافی، وہ بھی جب اسے اپنے مفاد کی بازیابی کی چاہت ہو کیا معافی کہی جا سکتی ہے۔ یہ تو ابن الوقتی والی بات ہے جس میں مطلب کے لیے گدھے کو باپ بنانے والی معلوم و معروف کہاوت دل و دماغ میں ایکدم تازہ ہونا فطرتی بات ہے

ہماری دُعا ہے کہ ہندستان کی بارہویں پارلیمنٹ کے انتخابات بخیر و خوبی ہو جائیں اور یہ پارلیمنٹ پورے پانچ سال چلے جو پارٹی یا پارٹیاں برسر اقتدار آئیں وہ ملک و قوم کی صحیح معنوں میں خدمت کریں اور ہندستان سے بے روزگاری، دہشت پسندی، بدامنی، بدعنوانی کا مکمل طور پر خاتمہ کرنے میں لگ جائیں۔ ہندوستان کے تمام باشندوں میں مایوسی کے بجائے خوشی و مسرت پیدا ہو۔ مہنگائی جو اس وقت عروج پر ہے اس میں گراوٹ آجائے ملک کا ہر باشندہ امن و امان کے ساتھ جی سکے اس کے لیے ہی ہر ممکن اقدامات کے لیے نئی حکومت مستعد عمل ہو جائے۔